خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

میلاد النبی ﷺ 2004 ئ

ACD 17

Track - 1

50:41

''مسلمانوں کی بھلائی تفکر کرنے میں ہے۔''

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تلاوت سورۃ فاتحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تلاوت سورۃ احزاب (ان اللہ و ملائکۃ ......)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی و ما اوتیتم من العلم الا قلیلا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انما امرہ ازا اراد شیاء ان یقول لہ کن فیکون

درود خضری

عزیزان گرامئ قدر ، محترم بزرگو، پیارے دوستو، ساتھیوآج کی یہ محفل اللہ کے محبوب فخر کائنات و موجودات، باعث تخلیق کائنات ، رحمۃ العالمین ، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مدحت ، منقبت، نعت اور تعریف اور توصیف کے لئے منعقد کی گئی ہے۔ آپ تمام خواتین و حضرات کا شریک ہونا ، اتنی دیر تک اللہ کے محبت کی شان میں نعتیں سننا، اور سیرت نبوی ﷺ کا پورا ایک خاکہ اول تا ابتداء جو مختصر وقت میں بیان کیا گیا ہے ، یہ سب سعاد ت اور نصیب کی بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعریف و توصیف میں تمام عالم اسلام میں بالخصوص پاکستان میں ہر سال میلاد النبیﷺ کے نام سے محافل سجائی جاتی ہیں۔ لوگ عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے مختلف گوشوں پر سے جو پردے اٹھائے جاتے ہیں ان کو سنتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کی جدوجہد اور کوشش کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے پہلے روایات کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تشریف لائے ، ہر پیغمبر کی تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ یہی رہا کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اللہ کے علاوہ عبادت اور پرستش کے کوئی

لائق نہیں ہے۔ عبادت اور پرستش کے لئے ضروری ہے کہ صلوٰۃ قائم کی جائے،
روزے رکھے جائیں، حج کیا جائے، زکوٰۃ ادا کی جائے اور جہاد کیا جائے۔ تمام انبیائے
کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام یہی باتیں دہرائی ہیں۔حضرت آدم سے سیدنا
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک رسول ﷺ کی جو تمام انبیاء پر فضیلت اور
خصوصیت ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول
اللہ ﷺ پر دین کی تکمیل فرمادی۔ اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا۔ چونکہ دین
کی تکمیل ہوگئی ... الیوم اکملت لکم دینکم ...... و رضیت لکم الاسلام دین ۔
دین کی تکمیل ہوگئی تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بشارتیں پوری
ہوگئیں کہ حضور ﷺ تشریف لائیں گے تو اب مزید کسی پیغمبر کے آنے کی ضرورت
باقی نہیں رہی۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ پر نبوت پوری ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ کے
بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے قرآن پاک میں۔ جہاں
تک نماز، روزے، حج، زکوٰۃ کا تعلق ہے اور شریعت مطہرہ کا باب ہے ، حقوق
العباد ہیں، کاروبار کس طرح کیا جائے، پڑوسی کے کیا حقوق ہیں، والدین کے کیا
حقوق ہیں ، رہن سہن کس طرح کا ہو، معاشرت کیا ہو، معیشت کیا ہو۔ یہ
شریعتیں بھی تمام پیغمبروں بیا ن کئے ہیں۔ کسی پیغمبر نے یہ نہیں کہا کہ
جھوٹ بولنے میں کچھ رعایت ہے۔ کسی پیغمبر کی شریعت نے یہ بات نہیں بتائی
گئی کہ کم تولنا کسی بھی طرح جائز ہوسکتا ہے۔ یا قتل و غارت گری کی کسی
بھی صور ت میں اجازت ہے۔ اور اس بات کو رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا کہ میں
کوئی نئی بات نہیں کہہ رہا ہوں میں وہی بات کہہ رہا ہوں جو میرے بھائی
پیغمبروں نے کہی ہے۔ لیکن ایک بات بہت زیادہ دماغ میں جب آدمی سوچتا ہے
تو بار بار آتی ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا تواتر اور تسلسل یہ
ضرور کوئی نہ کوئی نئی بات ہے ۔ شریعتیں بھی تبدیل ہوئیں ۔ لیکن شریعتیں
تبدیل کس طرح ہوئیں کہ شریعتوں میں رخنہ اندازی کی گئی ان کو صحیح کیا
گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین کی جب تعلیمات پر ہم غور کرتے ہیں اور قرآن
پاک کا مطالعہ کرتے ہیں تو قرآن پاک کی تعلیمات میں یہ بات بڑے واضح طور پر
نظر آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انسان کی بشری تقاضوں کو اور روحانی
تقاضوں کو کھول کھول کر بیان کیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات ہمیں اس
طرف متوجہ کرتی ہیں کہ بشریت فانی اور عارضی ہے۔ لیکن بشریت کو قائم
رکھنے والی روح عارضی اور فانی نہیں ہے۔ روح قائم ہے۔ اور بشر فنا ہے۔ اب
آپ یہ دیکھیں آدم سے لے کر اب تک کھربوں انسان اس زمین پر پیدا ہوئے
کھربوں انسان کے جو گوشت پوست کے جسم تھے وہ سب نابود ہوگئے فنا ہوگئے
مٹی میں مل گئے ، مٹی کے ذرات میں تبدیل ہوگئے۔ لیکن آج بھی اگر ہابیل اور
قابیل کی روحوں سے کوئی بندہ ملاقات کرنا چاہے تو یہ ممکن ہے۔ وہ عالم
اعراف کی زندگی کا مشاہدہ کرے اور وہاں ان کی روح سے ملاقات ہوسکتی
ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آدم سے لے کے اب تک کھربوں سنکھوں
انسان اس لئے اس دنیا میں اس وقت چھ ارب انسان ہے، اس دنیا میں پیدا ہوئے

اور مرگئے، کھپ گئے۔ لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ جس روح کی بنیاد پر
ہمارے یہ گوشت پوست کے جسم زندہ تھے، متحرک تھے ، چلتے تھے، پھرتے تھے،
سوچتے تھے کھاتے تھے، پیتے تھے، وہ فنا ہوگئی۔ روح سب کی موجود ہے۔ تو
رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین کی تعلیمات کا یہ اعجاز ہے کہ قرآن حکیم ہمیں اس
طرف متوجہ کرتا ہے کہ یہ گوشت پوست کا جسم آنی جانی چیز ہے۔ کل نفس
ذائقة الموت۔ گوشت پوست کا جسم، جو بھی اس دنیا میں پیدا ہوگا اس کے اوپر
موت ضرور وارد ہوگی۔ جو بھی اس دنیا میں آیا وہ اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔
جو بھی اس دنیا سے رخصت ہوکر قبر میں جا سویا اس کا جسم مٹی کے ذرات
میں تبدیل ہوگیا۔ لیکن روح برقرار رہی۔ اور وہ روح جس طرح یہاں سنتی
تھی، بولتی تھی، ایک میڈیم کے ذریعہ اسی طرح وہ روح اب بھی موجود ہے۔
رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالی مقام ہے کہ جب تم قبرستان جاؤ ، قبرستان میں
جاکر کہو السلام علیکم یا اھل القبور! اور قبر میں رہنے والے لوگ تمہارے سلام
کا جواب دیتے ہیں۔ مکّہ جاتے ہوئے جب رسول اللہ ﷺ بدر کے مقام سے گزرے
وہاں جنگ کے وقت اجتماعی قبریں بنادی گئی تھیں ۔ ایک جگہ حضور پاک ﷺ نے
قیام فرمایا اور مشرکین کو مخاطب کرکے کہا کہ مجھ سے اللہ نے جو وعدہ کیا
تھا میں نے اسے پورا ہوتا ہوا دیکھ لیا۔ تم سے اللہ نے جو کچھ کہا تھا کیا تم نے
بھی دیکھ لیا؟ صحابۂ کرام وہاں تشریف فرما تھے انہوں نے استفسار کیا یا
رسول اللہ ﷺ! کیا یہ لوگ سنتے ہیں؟ اس لئے وہ تو قبر میں بہت کافی عرصہ
وقت گزر گیا تھا۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا یہ تم سے زیادہ سنتے ہیں۔ اور تمہاری
بات کا جواب بھی دیتے ہیں۔ لیکن تم نہیں سن سکتے۔ اس کا کیا مطلب ہوا؟
وہاں ان کے جسم تو موجود نہیں تھے۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ انسان
کی روح کبھی نہیں مرتی۔ انسان کی روح عالم ارواح سے آتی ہے ، یہاں ایک
روپ دھارتی ہے ، مادی عناصر سے ایک لباس تیار کرتی ہے۔ اس لباس کو بڑا
کرتی ہے ، لمبا کرتی ہے، پھیلاتی ہے، سنوارتی ہے۔ اور اس لباس کو مستقر و
متاع الیٰ حین کے قانون کے مطابق جب وقت پورا ہوجاتا ہے اس لباس کو چھوڑ
دیتی ہے۔ اور لباس کا جو حشر ہوتا ہے وہ سب کو پتہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہر
امتی پر یہ فرض اور یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات
کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کا امتی یہ جانتا ہو کہ یہ مادی جسم جو ہے
عارضی ہے۔اس مادی جسم کو چلانے والی، اس مادی جسم کو دوڑانے والی، اس
مادی جسم کو سلانے والی اس مادی جسم کو نیند سے بیدار کرنے والی روح ہے۔
اس لئے ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے نہ وہ سوتا ہے نہ وہ بیدار
ہوتا ہے ، نہ وہ چلتا ہے نہ وہ پھرتا ہے، نہ وہ حرکت کرتا ہے۔اسلام ایک مکمل
ضابطۂ حیات ہے۔ مکمل ضابطۂ حیات کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں بھی
رہن سہن کے قاعدے اور ضابطے مقرر کرتا ہے۔ اور مرنے کے بعد کی زندگی کے
بھی قاعدے اور ضابطے مقرر کرتا ہے۔ ہر انسان کو اس کے اعمال کی سزا یا
جزا ملے گی۔ فمن یعمل مثقال ذرة خیر یرا ... و من یعمل مثقال ذرة شر یرا ...

محافل میلاد النبیﷺ کا میرے نزدیک یہ مقصد ہے کہ انسان ہر سال رسول اللہ ﷺ
کی تعلیمات کی تجدید کرے۔اس کو یہ بات معلوم ہونی چاہئیے کہ خاتم النبیین ﷺ
کے اوصاف حمیدہ میں کون سا ایسا وصف ہے جس کی بنیاد پر وہ تمام انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت رکھتے ہیں۔ تلک رسول فضل اللہ بعضکم فلا
بعض ... اللہ تعالیٰ نے فرمایا بعض رسولوں کو بعض رسولوں پر فضیلت ہے۔ اور
رسول اللہ ﷺ کو یہ فضیلت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر دین کی تکمیل ہوگئی۔ الیوم
اکملت لکم دینکم ......و رضیت لکم الاسلام دینا...جب تک مسلمان اپنی روح اور
جسم کے رشتے سے واقف نہیں ہوگا اس وقت تک اسلام کی تکمیل نہیں ہوگی۔
اس لئے جب روح اور جسم کے رشتے سے واقف ہی نہیں ہوگا آدمی تو جزا، سزا،
اعمال ، آخرت ، دوزخ جنت یہ ساری چیزیں زیر بحث نہیں آتیں۔ رسول اللہ ﷺ
کی احادیث پہ جب آپ غور کریں فرماتے ہیں ... من عرف نفسہ فقد عرف ربہ
... جس نے اپنی روح کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ یعنی جسم کو
پہچاننے سے رب کی پہچان نہیں ہوتی۔ روح کو پہچاننے سے رب کی پہچان
ہوتی ہے۔ کل نفس ذائقة الموت ۔ جو بندہ یہاں پیدا ہوگیا اس کو موت ضرور
آنی ہے۔ اور موت کوئی ایسا عالم نہیں ہے کہ بس مرگیا آدمی کہیں غائب
ہوگیا۔ نہیں! اعمال و اشغال، افعال ، کردار، اخلاق،سب کا حساب کتاب ہوگا۔
اچھے اعمال ہیں اللہ تعالیٰ جزا عطا فرمائیں گے۔ برے اعمال ہیں سزا کا
مستحق ہوگا۔ اگر انسان اپنی اصل یعنی اپنی روح سے واقفیت حاصل نہیں کرے
گا تو آخرت کی زندگی پر اس کا یقین مکمل نہیں ہوگا۔ آخرت کی زندگی کا
مشاہدہ اسی وقت ممکن ہے جب انسان اپنی روح سے واقف ہوجاتاہے۔ روح
سے واقفیت کا طریقہ یہی ہے کہ اللہ، اللہ کے رسول ﷺ نے ہمارے لئے زندگی
گزارنے کے جو قاعدے اور ضابطے بنادئیے ہیں یعنی احکام شریعت پر پوری طرح
عمل کیا جائے۔ اور ساتھ ساتھ یہ ہے کہ علم غیب کے حصول کے لئے جدوجہد اور
کوشش کی جائے۔ کسی علم کو سیکھنے کے لئے ہمیں یہ کرنا ہوتا ہے ہم اس
علم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ بار بار اس علم کی ابتداء الف ب ت کو یاد
کرتے ہیں، رٹتے ہیں، پڑھتے ہیں، وقت دیتے ہیں، مستقل طور پر اس کی طرف
متوجہ رہتے ہیں۔ نتیجے میں وہ علم ہمیں آجاتا ہے، دنیاوی علم ۔ اسی طرح
روحانی علوم کو بھی اگر ہم سیکھنا چاہیں تو جس طرح دنیاوی علوم کے لئے
ہمیں وقت درکار ہے اسی طرح روحانی علوم بھی ہم سیکھ سکتے ہیں۔ اب مثلاً
اب نماز ہے ۔ نماز کا مفہوم ہی یہ ہے کہ نماز قائم کرو۔ یعنی جب آپ نماز
میں کھڑے ہوجائیں اور ہاتھ اٹھا کر سرنڈر کردیں خود کو اور ہاتھ باندھ کے ایک
غلام کی طرح دربار میں حاضر ہوجائیں اس کا مطلب یہ کہ بندہ نمازمیں اللہ
کے حضور حاضر ہوگیا۔نماز میںبندے کا ذہن اللہ کے ساتھ قائم ہوگیا۔ نماز میں
بندہ یہ دیکھتا ہے کہ میں کس کو سجدہ کررہا ہوں۔ کس کو رکوع کررہاہوں۔
اگر نماز میں مرتبۂ احسان حاصل نہیں ہوا تو ٹھیک ہے نماز ہے اس کی اللہ
تعالیٰ کی مرضی ہے قبول فرمائیں جزا دیں لیکن عمل پورا نہیں ہوا، عمل

مکمل نہیں ہوا۔ عمل کی تکمیل جبھی ہوتی ہے۔ جب عمل کا جو مقصد ہے وہ
پورا ہوجائے۔ نماز کا مطلب کیا ہوا؟ کہ اللہ کی طرف متوجہ ہونا۔ اللہ کی
آیات تلاوت کرنا۔ اور اللہ کی آیات میں اللہ تعالیٰ کہ جو ارشادات ہیں ان کو
سمجھنا ۔ جب سبحٰن ربی الاعلیٰ کہے۔ آدمی تو اس بات کا اقرار کرنا ہے بے شک !
پاک ذات اللہ ہے اور وہی سب سے بڑا ہے۔ رکوع میں جب سبحٰن ربی العظیم
آدمی کہے۔ تو اس وقت اس کے ذہن میں یہ یقین ہونا چاہئیے کہ میں اللہ وحدہ
لاشریک کے سامنے جھکا ہوا ہوں اور اللہ ہی پاک ہے ، ارفع ہے، اعلیٰ ہے اور
عظیم ہے۔ اور یہ کب ہوسکتا ہے؟ یہ جب ہوگا جب ہمیں اس بات کا ادراک
حاصل ہو کہ ہمارا جسم

Independent

نہیں ہے۔ ہمارے جسم کی کوئی حرکت اپنی ذاتی نہیں ہے۔ ہماری جسم کی
ہر حرکت روح کے تابع ہے۔ روح اگر جسم میں ہے تو جسم زندہ ہے۔ روح اگر
جسم میں نہیں ہے تو جسم زندہ نہیں ہے مردہ ہے۔ سب آپ دیکھتے ہیں
روزانہ لوگ مرتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ اپنی امت پر یہ احسان عظیم ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو یہ درس دیا ہے ، اپنی امت کو یہ علم عطا فرمایا
ہے کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ جب اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ
یہ دیکھتا ہے کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں۔ یا وہ یہ دیکھتا ہے کہ اللہ مجھے
دیکھ رہا ہے۔ یہاں صورت یہ ہے کہ انسان اسّی سال کا، نوّے سال کا، سو سال
کاہوجاتا ہے اللہ کی طرف متوجہ بھی رہنے کی کوشش کرتا ہے پورے سو سال
میں ایک دفعہ بھی ایسی کیفیت نہیں ہوتی کہ مسلمان یہ کہے کہ الحمد للہ! آج
میں نے نماز میں اللہ کو دیکھا ہے۔ الحمد للہ! آج نماز میں ، میں نے یہ دیکھا ہے
کہ مجھے اللہ دیکھ رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اسلاف میں اورہم میں
جو فرق ہے ، ہمارے اسلاف کو اللہ تعالیٰ نے جو عزت و مرتبت جو عطا فرمائی
تھی اور ہمیں جو ذلت اور رسوائی نصیب ہوئی ہے ، ہمارا مقدر بن گیا ہے اس
کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے اسلاف رسول اللہ ﷺ کی روحانی تعلیمات سے آشنا
تھے۔ ان کی روحیں بیدار تھیں۔ ان کے لطائف نور نبوت سے رنگین تھے۔ ان کی
روح کا نور ان کی آنکھوں کے سامنے آتا تھا، مشاہدہ ہوتا تھا انہیں ۔ اور جب سے
ہم نے روح کو نظر انداز کرکے ... (آواز غائب ہے) ... کون سی طاقت ہے جو اس
کے جسم کی رگوں میں خون کو دوڑا رہی ہے۔ ...(آواز صاف نہیں ہے) ...
کیوں؟ اس لئے کہ جسم کو چلانے والی چیز نے جسم کو چھوڑ دیا۔ اور وہ جسم
کو چلانے والی چیز روح ہے۔ یہ سب جانتے ہیں بھئی آپ سے کوئی پوچھے مرنے کا
کیا مطلب ہے سیدھا سا جواب ہے مرنے کا مطلب روح نکل گئی۔ اور کہا بھئی
زندہ رہنے کا کیا مطلب ہے ؟ اس کا سیدھا سا مطلب ہے جسم میں روح موجود
ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہر امتی پر وہ مرد ہو یا خاتون ہو یہ فرض عائد ہوتا ہے
کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی معاد کے متعلق ، غیب کی دنیا سے متعلق ، روح سے

متعلق معلومات حاصل کرنے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یسئلونک عن الروح ... روح
کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ لوگ تم سے روح کے بارے میں سوال کرتے
ہیں ۔ آپ ﷺ فرمادیجئے! قل الروح من امر ربی ... کہ روح میرے رب کے امر سے
ہے۔ وما اوتیکم من العلم الا قلیلا ... اس کا علم نہیں دیا گیا مگر تھوڑا دیا گیا۔ تو
تھوڑا علم دینے کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کہ آپ کو روح کا علم نہیں دیا گیا۔
سوال کرنے والوں کو جواب دیا جارہا ہے ، یہ لوگ پوچھتے ہیں کہ روح کیا ہے؟
آپ ﷺ انہیں کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے۔ اور اس کا علم نہیں دیا
گیا مگر تھوڑا۔ تھوڑا علم ... روح کا تو بھئی تھوڑا بھی بہت ہوتا ہے۔ سمندر کے
برابر ہوتا ہے اور وہ اللہ کا علم ۔ اب اللہ تعالیٰ پھر تشریح فرماتے ہیں کہ روح
امر رب ہے اور اس کا علم دیا تو گیا ہے لیکن بھرپور علم نہیں دیا گیا۔انما امرہ
ازا اراد شیاء ان یقول لہ کن فیکون ... اللہ کا امر یہ ہے دیکھئے یسئلونک عن
الروح قل الروح من امر ربی ...انما امرہ ازا اراد شیاء ان یقول لہ کن فیکون ...
اللہ کا امر یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے کن اور وہ
چیز وجود میں آجاتی ہے۔ ان یقول لہ کن فیکون۔ روح امر رب ہے۔ اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں کہ انسان خلاء ہے، بجنی مٹی ہے، کھنکھناتی مٹی ہے، سوکھا ہوا
سڑا ہوا گارا ہے ، خلاء ہے۔ اس خلاء کے اندر ہم نے اپنی روح ڈال دی۔ و نفخت
فیہ من روحیہ ... پس ہم نے اس پتلے کے اندر اپنی روح پھونک دی۔ اور یہ پتلا
چلنے بھی لگا، بولنے بھی لگا، اب انسان کا یہ جسم ہے ،میں جو بیٹھا ہوا ہواگر
میرے اندر سے روح نکل جائے اس وقت تو میری حیثیت پتلے کے علاوہ کچھ نہیں
ہے۔ یا کوئی حیثیت ہے؟ کیوں بھئی؟ ہم یہاں اتنے سارے بیٹھے ہیں لوگ، اگر روح
نکل جائے تو ہماری حیثیت پتلے کے علاوہ کچھ ہے؟ بات صحیح ہے یا نہیں ہے؟ تو
روح ... روح ہی اصل ہے ۔ جب تک روح سے واقفیت نہیں ہوگی اس وقت تک
اس دنیا کے معاملات سے وقوف حاصل نہیں ہوگا اور اس دنیا کے بعد کی زندگی
کے بارے میں کچھ واقفیت نہیں ہوگی۔رسول اللہ ﷺ نے اس تلاش کو غار حرا میں
جاری رکھا ۔ حضرت ابراہیم ؑ نے آسمان کی رفعتوں میں ستاروں کو دیکھ کر ،
چاند کو دیکھ کر ، سورج کو دیکھ کر اس کو تلاش کیا۔جتنے پیغمبر علیہم الصلوٰۃ
والسلام تشریف لائے ان کی زندگی میں ایک بات لازم ہے کہ وہ اللہ کی نشانیوں
پر تفکر کرتے تھے۔ اللہ کو ڈھونڈتے ہیں، تلاش کرتے ہیں۔ اللہ سے قریب اور
قریب تر ہونے کی جدوجہد اور کوشش کرتے ہیں۔ یہی وہ عمل ہے جس کے
نتیجے میں انسان اپنی اصل سے واقف ہوتا ہے۔ اس تفکر کا نام مراقبہ ہے۔ اگر
حضرت ابراہیم ؑ نے غور و فکر کرنے کے بعد ستاروں کے بارے میں یہ سوچا کہ یہ
میرا رب ہے تو یہ تفکر ہے اور یہ تفکر مراقبہ ہے۔ حضرت ابراہیم ؑ نے اگر چاند
کو دیکھنے کے بعد اس کی روپہلی کرنوں سے متاثر ہوکر یہ سمجھا کہ چاند اللہ
ہے، یہ بھی تفکر ہے اور یہ مراقبہ ہے۔ اگر حضرت ابراہیم ؑ نے سورج کی کرنوں
کو دیکھ کر ، شعاعوں کو دیکھ کر ، روشنی کو دیکھ کر یہ سوچا کہ اس سے بڑا
روشن ستارہ کوئی نہیں ہے یہ اللہ ہے ، یہ بھی تفکر ہے۔ پھر جب سورج ڈھل

گیا، زوال ہوا یہ سوچنا کہ ڈھلنے والا، زوال پذیر، گھٹنے والا ، بڑھنے والا اللہ نہیں
ہوسکتا ...(آواز غائب ہے) ... تو روح کو تلاش کرنے کے لئے ضروری ہے کہ
مسلمان خواتین و حضرات میں تفکر ہو۔ قرآن میں تفکر کیا جائے۔ اللہ کی
نشانیوںمیں تفکر کیا جائے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ پڑھ کر
حضور پاک ﷺکی سیرت کے ہر ہر گوشے پر تفکر کیا جائے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی
سیرت طیبہ پر ہم تفکر کرتے ہیں اور غور کرتے ہیں تو ہمیں ایک ہی بات نظر
آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا ہر عمل میں اللہ نظر آتا ہے۔رسول اللہ
ﷺ جو کچھ سوچتے ہیں وہ کئیر آف اللہ سوچتے ہیں۔ یہی بات میں نے آپ
حضرات سے عرض کرنی تھی کہ مسلمان قوم اگر دین اور دنیا کی فلاح چاہتی
ہے ، مسلمان قوم اگر عروج چاہتی ہے ، مسلمان قوم اگرزندہ قوم بننا چاہتی
ہے تو اسے تفکر کرنا ہوگا۔ اسے اللہ کی نشانیوں میں غور کرنا ہوگا۔ ہر طرف
سے ذہن ہٹا کر کنسنٹریشن کے ساتھ ڈھونڈنا ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے یہ جو چیز
بنائی ہے اس کے پیچھے کیا حکمت ہے اور اسی کو مراقبہ کہتے ہیں۔ جتنے
سلاسل ہیں، چشتیہ سلسلہ، سہروردیہ سلسلہ، قادریہ ، نقشبندیہ، عظیمیہ، ان
کے اسباق میں بھی تفکر اور غور و فکر کا بہت بڑا عمل دخل ہے۔ ساتھ ساتھ
اللہ کا ذکر کا دخل ہے۔ اللہ کا ذکر کیا ہے؟ آپ کہتے ہیں یا اللہ یا رحمن یا رحیم
۔ جب آپ یا اللہ کہتے ہیں اللہ کی ذاتی صفات سے آپ کی روح روشن ہوجاتی
ہے۔ جب آپ یا رحمن کہتے ہیں تو صفت رحمانیت آپ کے اندر داخل ہوجاتی ہے
آپ کی روح اس سے سرشار ہوجاتی ہے۔ جب آپ کی روح صفت رحمانیت سے
سرشار ہوتی ہے تو آپ کے جسم پر اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ آپ رحم دل
ہوجاتے ہیں۔ آپ کے اندر عفو و درگزر پیدا ہوجاتا ہے۔ آپ کے اندر سے غصہ نکل
جاتا ہے۔ نفرت و حسد ختم ہوجاتا ہے۔ آپ سب کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔
سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ساری مسلمان عورتیں آپس میں
بہنیں بہنیں ہیں۔ میں اچھا خاصا طویل العمر آدمی ہوگیا ہوں میرا تجربہ تو یہ
ہے کہ اگر مسلمان جس طرح دنیاوی معاملات میں سوچ و بچار کرتا ہے ایک پان
کی دکان کرتا ہے تو کتنا سوچتا ہے اگر اپنے معاملات میں اللہ کو شامل کرلے اور
اپنے معاملات سلجھانے کے لئے اللہ کی طرف بھی متوجہ ہو تو یہ مسئلہ بہت
آسان ہے ۔ سالوں کاسفر مہینوں میں ختم ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو
توفیق دے کہ ہم نبی پاک ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطابق اپنی زندگی گزاریں۔اور
یہ جب ہوگا ، جب ہم بار بار سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں گے۔ تفکر کے سلسلے
میں جیسے ابھی میں نے مراقبہ کا ذکر کیا ہے ۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ محفل ہے
یہاں اللہ کا اللہ کے رسول ﷺ کا ذکر بلند ہوا ہے ۔ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ
جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں ٹولیوں کی شکل میں آسمان سے فرشتے نازل
ہوتے ہیں۔ ہمیں وہ نظر نہیں آرہے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے
مطابق جتنے ہم ہیں اس سے کتنے سو گنا ہمارے درمیان میں فرشتے ہیں۔ آئیے
ہم ذکر کی ایک محفل سجاتے ہیں۔ اور پھر مراقبہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی

غار حرا کی جو سنت ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم ، حضرت موسیٰ ، حضرت عیسیٰ اور تمام پیغمبروں کی جو تفکر کا شعار ہے اس کی نقل کرتے ہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان مقدس اور برگزیدہ ہستیوں کے طفیل ہماری اندر کی دنیا کو روشن کردے۔ اور ہمارے دنیاوی معاملات بھی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ہوجائیں آمین۔ مراقبہ سے پہلے درود خضری گیارہ دفعہ پڑھ لیں۔ پھر گیارہ دفعہ یا حی یا قیوم پڑھیں گے۔ اس کے بعد ذکر کرکے مراقبہ کریں گے۔مراقبہ سے مراد یہ ہے کہ کسی ایک مرکزی نقطہ کی طرف اپنی پوری صلاحیت کو مرکوز کرنا۔ ہر طرف سے ذہن ہٹا کر ایک نقطہ پر ذہن کو مرکوز کرنا۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ محفل ہے ، درود و سلام کی محفل ہے۔ اس لئے ہم مرکزی نقطہ تصور کا مرکزی نقطہ رکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا گنبد اقدس۔ ہمیں یہ تصور کرنا ہے آنکھیں بند کرکے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دربار میں مسجد نبوی ﷺ میں ہاتھ باندھے کھڑے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا روضۂ مبارک ہمارے سامنے ہے اور ہم دل ہی دل میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ! الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ! پڑھ رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(یاحی یا قیوم گیارہ دفعہ) (درود خضری گیارہ دفعہ)

اب ہم ذکر کریں گے، ذکر آپ پہلے سن لیں میں جس طرح پڑھ رہا ہوں پھر میرے ساتھ ساتھ میری آواز میں ملا کر آپ ذکر کریں۔ اور اگر آگے پیچھے ہوجائیں تو ذرا خاموش ہوجائیں، سن لیں ، پھر ساتھ شریک ہوں۔ ہم ذکر کریں گے ... یا اللہ ، یا رحمن، یا رحیم۔ یہ ذکر کریں گے پہلے مجھے آپ سن لیں۔ کم از کم تین دفعہ سنیں اور پھر میرے ساتھ شریک ہوجائیں۔

(ذکر ...یا اللہ ، یا رحمن، یا رحیم) بسم اللہ الرحمن الرحیم

آنکھیں بند کرکے کمر سیدھی کرلیں اور یہ تصور کریں کہ رسول اللہ ﷺ کا سبز گنبد روضۂ مبارک ہماری آنکھوں کے سامنۓ

(روضۂ رسول کا تصور) بسم اللہ الرحمن الرحیم

★★★★★